سوال

(225)اس کا کھانا کیسا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو طعام بے وقت ہوجانے موت کسی آدمی کے بنام نہاد حاضری سوم وچہلم وغیرہ حسب رواج ہر قوم پکوا کر خواہ بطریق دعوت خواہ بطریق بھاجی گھر بگھر تقسیم ہوتا ہے اور قدرے غربا باقی تمام اہل برادری کو کھلایا جاتا ہے۔ اور اس میں اکثر مالدار ہوتے ہیں۔ اور یہ کھانا وارثان میت حسب رواج اپنی قوم کے اکراہاً وبلا اکراہ ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات بخوف طعنہ زنی قرض دام کر کے خواہ مال فروخت کر کے پکواتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات یتیم کے مال کا بھی خیال نہیں کرتے ایسا کرنا جائز ہے۔ یا ناجائز اور اس کا کھانا کیسا ہے۔ اور ازروئے شریعت اسلامی اور زمانہ سلف سے ثواب رسانی موتے کو کس طریق سے ثابت ہے۔ اور کیوں کر کرنا چاہیے اور ایسا کرنے والا جو اوپر طریق مروج ہے مسرف کہلائے گا یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جو طعام حاضری کا یا سوم یا چہلم میت کا ہے۔ اس میں رواج کسی قوم کا معتبر نہیں کیونکہ کوئی حدیث نبوی ﷺ یا روایت فقہی اس باب میں نہیں پائی جاتی۔ بس یہ بالکل بے اصل ہے۔ اور اس کا ضروری اور لازم جاننا بدعت ہے۔ اور دعوت بھی نادرست ہے کیونکہ دعوت شادی اور خوشی میں مشروع ہے نہ غمی میں اور رسم بھاجی کی غمی اور شادی دونوں میں بدعت ہے کیونکہ اس میں تیاری ہے۔ یعنی آپس میں فخر اور ریاء نمود کرنا ہے ایسے طعام سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۲۰ میں ہے۔

((عن عکرمة عن ابن عباس ان النبی ﷺ نہی عن طعام المتباریین ان یوکل رواہ ابوداؤد وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ المتباریان لایجابان ولا یوکل طعامہما قال الامام احمد یعنی المتعارضین بالضیافة فخرا وریائ))

خلاصہ ان دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ جو لوگ فخر ومباہاۃ اور نام ونمود کے واسطے کھانا کھلاویں اور دعوت کریں تو ایسے لوگوں کا کھانا نہیں چاہیے۔ اور قرض کرنا ایسے کام کے لیے جو کہ نہ سنت ہے۔ نہ مستحب ہے نہ مباح ہے ہر گز درست نہیں قرض کا ادا کرنا واجب ہوجاتا ہے۔ اور یہ کام مباح بھی نہیں اور مرتکب ایسے افعال کا بلاشبہ مسرف ہے بلکہ بتدع ہے۔ اور مال یتیم کا ظلم سے کھانا حرام ہے۔ ((قال اللہ تعالیٰ))

{اِنَّ الَّذِینَ یَاْکُلُونَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُونَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا}

''یعنی بے شک جو لوگ کھاتے ہیں مال یتیموں کا ظلم سے وہ کھاتے ہیں اپنے شکموں میں آگ کو اور عنقریب داخل ہوں گے دوزخ میں۔''

اور ثوب رسانی میں موتے کے طریق سلف کا اور آج تک متبعین سنت کا یہ ہے کہ عبادت مالی کا ثواب مثلاً کنواں بنا کر نقد یا لباس وغیرہ مساکین کو دے کر یا طعام فقراء کو دے کرے مقرر کرنے کسی دن سوم چہلم کے یا عبادت بدنی کا مثل نفل نماز روزہ تلاوت قرآن مجید وذکر اللہ و درود و سلام کے ایصال کر کے میت کو پہنچائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(کتبہ الفقیر محمد حسین عفا اللہ عنہ) (فقیر محمد حسین) (یقال لہ ابراہیم)

جس طور پر امور مروجہ درج سوال ہیں بے شک ناجائز ہے۔ مال یتیم کا کھانا حرام ہے۔ رسومات کی پابندی بدعت ہے ہاں ایصال ثواب میت کو مال حلال سے یا کلمہ کلام سے جائز اور مستحسن ہے خواب بطور تعیین یا لا علی التعیین مکروہ تعین داخل دین قرار دینا اور امر مستحب پر اصرار بطور لزوم کرنا بے شک بدعت و گمراہی ہے مطلق کو مقید اور مقید کو مطلق کرنا شرک فی النبوت ہے۔

(کرامت اللہ)

ہوالموفق:... بوقت ہو جانے موت کے طعام پکوا کر کھانا یا گھر بگھر تقسیم کرنا جس طور پر کہ سوال میں مذکور ہے بلاشبہ حرام و ناجائز ہے۔ اور ایسے طعام کا کھانا ممنوع ہے۔ اور ایسا کرنے والا بلاشک مسرف ہے۔ منتقی الاخبار میں ہے:

((عن جریر بن عبد اللہ البجلی قال کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعۃ الطعام بعد دفنہ من النیاحۃ رواہ احمد))

نیل الاوطار ص ۲۴۰ جلد ۳ میں ہے:

((حدیث جریر اخرجہ ایضا ابن ماجہ واسنادہ صحیح))

ونیز اس میں ہے یعنی:

((انھم کانوا یعدون الاجتماع عند اھل المیت بعد دفنہ واکل الطعام عند ھم نوعا من النیاحۃ لما فی ذلک من التثقیل علیھم وشغلتھم مع ماھم فیہ من شغلۃ الخاطر بموت المیت وما فیہ من مخالفۃ السنۃ لانھم ماموروں بان یصنعوا الاھل المیت طعاما فخالفوا ذلک وکلفوھم صنعۃ الطعام لغیر ھم انتہیٰ))

ایسے طعام کے کھانے کھلانے کی حرمت و ممانعت کتب فقہ حنفی میں بھی مصرح ہے فتح القدیر وغیرہ میں ہے:

((اتخاذ الطعام م اھل المیت بدعۃ مستقبحۃ لانہ شرع فی السرور لافی الشرور انتہی))

اور دعا کا نفع موتے کو باتفاق علمائے سلف وخلف رحمہ اللہ پہنچتا ہے اور عبادات مالیہ کا بھی ثواب موتی کو بالاتفاق پہنچتا ہے۔ اور عبادات بدنیہ کے ثواب پہنچنے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کے نزدیک پہنچتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک نہیں پہنچتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب کتبہ محمد عبد الرحمن المبارکپوری عفا اللہ عنہ۔

(فتاویٰ نذیریہ ضیمہ نمبر ۲) (سید محمد نذیر حسین)

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد05ص378

محدث فتویٰ